ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 4, (Oct to Dec 2022)

ماخذ تحقیقی مجلّہ

ڈاکٹر ماجد مشتاق

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

ڈاکٹر شائستہ حمید خان

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو، جی سی یونیورسٹی، لاہور

مُرلی دھر شاد: شخص اور شاعر

Dr.Majid Mushtaq
Assistant Professor Urdu, G.C, University, Faisalabad.
Dr. Shaista Hameed Khan
Associate Professor Urdu, G.C. University, Lahore

Murli Dhar Shad: Personality and Poet

Murli Dhar Shad was the founder of Lyallpur Cotton Mill. He was a great poet and person. He initiated the poetic meetings (Mushairas) in the city of commercial activities. His contribution in Urdu literature can not be forgotten. Famous poets of this participated in these meetings; Jigar Muradabadi, Faiz Jhunjhanvi, Bekhud Dehlvi, Ahsan Danish etc. He has great human values in his personality. This article shows some glimpsis of his personality and poetry. It will also help the scholars to know his contribution in Urdu literature.

Key Words: *Murli Dhar Shad, Gul-o-Anjum, Lyallpur Cotton Mill, Poetic Meetings, Report, Karam Ki Taab.*

دُنیائے اُردو ادب میں کئی شخصیات ایسی ہیں جنھوں نے ادب کی آبیاری کو مقصدِ حیات سمجھا اور نبھایا مگر وقت کی دھول نے ایسی بے مہری دکھائی کہ ان شخصیات کے نقش دُھندلے پڑتے چلے گئے۔ انھی شخصیات میں سے ایک شخصیت لالہ مُرلی دھر شاد کی ہے۔ لالہ مُرلی دھر شاد پیشے کے اعتبار سے صنعت کار اور ادبی سرپرستی کے لیے مشہور تھے۔ ’دلی کاٹن مل‘ کی طرز پر ’لائلپور کاٹن مل‘ کی بنیاد رکھی اور اس ادارے کے زیرِ اہتمام مشاعروں کا اہتمام کیا۔ مشاعروں کے ساتھ ساتھ دیگر فنونِ لطیفہ کی سرپرستی بھی ان کا شیوہ رہا۔ ڈرامہ، موسیقی اور شاعری لائلپور موجودہ فیصل آباد کی تاریخ کے حوالے سے لائلپور کاٹن مل اور لالہ دھر شاد کے ذکرِ کے بغیر نامکمل ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN(O): 2709-9644
Volume 3, Issue 4, (Oct to Dec 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

لالہ مرلی دھر شاد دلی کے ایک متمول گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ شاعری سے حد درجہ لگاؤ تھا۔ ان کے چچا، شنکر لال شنکر بھی شعر و سخن میں طبع آزمائی کرتے تھے۔ اس حوالے سے اشرف اشعری رقم طراز ہیں:

> ”لالہ مُرلی دھر شاد دہلی کے بزرگ اور متمول خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے والد کا نام سر شری رام اور چچا کا نام شنکر لال شنکر تھا۔ لالہ مُرلی دھر شاد کے کلام میں کہنہ مشقی اور پختگی کلام اس بات کی ترجمانی کرتی ہے کہ سلاستِ بیان میں مہارت کا رتھے۔“(۱)

لالہ مرلی دھر شاد نے لائلپور کی فضاء میں ادبی محافل کا آغاز کیا اور باقاعدہ ادبی تہوار کے طور پر سالانہ محافل کا اہتمام کیا جاتا۔ ۱۹۴۴ء سے شروع ہونے والا سلسلہ ۱۹۶۵ء تک جاری رہا اور ان مشاعروں کی رُوداد کو کتابی صورت میں مرتب کیا جاتا۔ لالہ مُرلی دھر شاد نے ان مشاعروں میں برِ صغیر کے طول و عرض سے شعراء کو اپنے ہاں بلوایا اور یوں فیصل آباد (لائلپور) کی صنعتی فضاء کو ادبی چاشنی سے مزیّن کرنے کی درخشندہ روایت کا آغاز کیا۔

> لالہ مُرلی دھر شاد کے ان مشاعروں کا اعتراف احسان دانش نے اپنی آپ بیتی 'جہانِ دانش' میں، لائلپور کاٹن مل کے مشاعرے کے عنوان سے الگ موضوع کے طور پر کیا۔(۲)

لالہ مرلی دھر شاد کی ادب دوستی و انسان دوستی کا تذکرہ احسان دانش نے بالخصوص کیا وہ ان کی انسان دوستی کے معترف دکھائی دیتے ہیں۔ مرلی دھر شاد نے لائلپور میں جہاں ادبی روایت کو جِلا بخشی وہیں شعرا و ادبا کی وہ سراپا عجز و انکسار اور مزدور دوست تھے۔ ان کے اخلاق کے کئی نمونے ان کی زندگی کے بیان کردہ واقعات سے سماعت تک پہنچتے اور رُوح میں سرایت کرتے ہیں۔ فیصل آباد کے معروف شاعر سرور خان سرور کے نانا اس مِل میں ملازم تھے، بیان کرتے ہیں:

> ”لالہ جی کو اگر پتہ چلتا کہ فلاں شاعر روزگار کے مسائل سے دوچار ہے تو وہ انہیں کسی طرح ملاقات کے لیے بلاتے۔ کلام سنتے اور پھر انہیں نہایت ادب سے مل میں ملازمت کی درخواست کرتے۔ ان شعراء کو مِل کے اندر قائم کردہ لائبریری میں ملازمت دی جاتی۔ جہاں ان کا کام صرف پڑھنا لکھنا ہوتا۔ ایک دفعہ لائبریرین شکوہ کے انداز میں لالہ جی سے کہنے لگا۔ کُل بائیس کرسیاں ہیں اور بائیس ہی لائبریری میں شاعر بھرتی کیے گئے ہیں۔ اب کیا کروں تو لالہ جی نے بڑے اطمینان سے جواب دیا، کرسیاں اور منگوا لیجیے۔“(۳)

مُرلی دھر شاد صاحبِ طرز شاعر تھے اور اُستاد بے خود دہلویؔ سے شرفِ تلمذ بھی حاصل تھا۔ ان کے مشاعروں میں احسان دانش، سیماب اکبر آبادی، فیض جھنجھانوی، جگر مُرادآبادی، شجاع الرحمٰن اثر دہلوی، خلیق قریشی، ساحر صدیقی اور بے خود دہلوی جیسے نامور شعراء مستقل شرکت فرماتے۔ ان کے علاوہ دیگر شعراء کا آنا جانا لگا رہتا۔ شاید ہی اس عہد کا کوئی بڑا شاعر ہو جس نے ان مشاعروں میں شرکت نہ کی ہو۔

مُرلی دھر شاد ہندو مسلم اتحاد کے داعی تھے اور اپنی زندگی سے اس کے عملی نمونے بھی پیش کرتے دکھائی دیتے تھے۔ مسلمان مزدوروں کے لیے عید کے تہوار پر کپڑوں کا مفت انتظام مِل کی طرف سے ہوتا راستے پر کھڑے ہو کر مسلمان بچوں کو عیدی دینا معمول تھا۔ ان کی زندگی کا ایک واقعہ جو اپنی مثال آپ ہے۔ ریاض احمد پرواز بیان کرتے ہیں:

> ”لالہ مُرلی دھر شاد ایک دفعہ عید گاہ میں موجود تھے۔ مسلمانوں کی طرح سفید شلوار قمیص میں ملبوس، ایک مزدور نے لالہ جی کو دیکھا تو بصد حیرت پوچھا: آپ یہاں۔ تو بے نیازی سے کہنے لگے بھئی سب آئے ہیں میں بھی موجود ہوں۔ جب استفسار بڑھا تو کلمہ طیبہ پڑھ کر کہنے لگے، میاں اب تو کوئی اعتراض نہیں اب تو ہمیں عید پڑھ لینے دو۔“(۴)

لالہ مُرلی دھر شاد کی زندگی کے اس پہلو کو ایس۔ ایم معین الدین یوں بیان کرتے ہیں:

> ”شاد ہندو مسلم اتحاد کے بڑے حامی تھے اور اپنے اس اتحادی نظریہ کو انہوں نے رواداری تک محدود نہیں رکھا بلکہ دونوں کے مذہبی عقائد کا بھی اس درجہ احترام کیا کہ جہاں وہ شام کی مُرلی اور کرشن کی بنسی کی تانوں سے ایک ہندو کے دل کو موہ لیتے ہیں۔ وہیں 'حمد و نعت' کی وجدانی کیفیات سے مسلمان کے دلوں کو بھی مسخر کر لیتے ہیں۔ شاد کا دماغ ہمہ گیر صلاحیتوں کا مخزن تھا۔“(۵)

لالہ مُرلی دھر شاد کی شخصیت کے کئی پہلو ایسے ہیں جو آج کے دور کے انسان میں ناپید ہیں۔ وہ مِل مالک ہو کر بھی مزدور کے حقوق کی بات کرتے ہیں۔ ان کی مِل کے مزدور سینہ تان کر کہا کرتے کہ ہم تو لائلپور کاٹن مل میں کام کرتے ہیں ان کے حوالے سے مشہور ہے کہ ایک دفعہ خود شہر سے باہر تھے تو تنخواہوں کی ادائیگی میں تاخیر ہو

گئی۔ جب واپس آئے تو مزدوروں کو جمع کیا اپنے برادرِ خورد بھرت رام کی سرزنش کی۔ مزدوروں سے معذرت کر کے اپنی ضرورت پوری کر لیں۔ لالہ مرلی دھر شاد کا انتقال ایک ہوائی حادثے میں ہوا۔ احمد رضا بھٹی لکھتے ہیں:

”لالہ مُرلی دھر شاد کا انتقال ۱۲ دسمبر ۱۹۴۹ء کو ایک ہوائی حادثے میں ہوا۔“(۶)

مرلی دھر شاد صاحبِ طرز شاعر تھے۔ ان کی زندگی میں ان کا مجموعہ منظرِ عام پر نہ آ سکا البتہ لائلپور کاٹن مِل کے مشاعروں میں پڑھا جانے والا کلام ”گلدستہ“ کے عنوان سے شائع ہونے والی شاعرہ کی رُوداد میں شامل ہوتا۔ بے خود دہلوی سے اِصلاح لیتے۔ ایک روایت کے مطابق مشاعرے میں شعراء کی شرکت بھی اپنے استاد کی خواہش کے مطابق ترتیب دیتے۔ ان کا مجموعہ ”گل و انجم“ کے نام سے ان کی وفات کے بعد ان کے چچا شنکر لال شنکر نے شائع کرایا۔(۷)

لالہ مرلی دھر شاد کی شاعری میں رنگا رنگی نظر آتی ہے۔ حمد و نعت کا میدان ہو تو عقیدت و اطاعت ان کا خاصا نظر آتا ہے وہ اپنے حمدیہ اشعار میں خدائے بزرگ و برتر انسان کے تعلق کے تناظر میں رحمت کی سایۂ فگنی کے دعوے دار بھی ہیں اور بخشش کے طلب گار بھی دکھائی دیتے ہیں۔ خدا اور بندے کے تعلق میں فرموداتِ خداوندی کی جھلک بھی دکھائی دیتی ہے۔ اس حوالے سے ان کے اشعار ملاحظہ ہوں:

جہنم کا نہ ڈر ہو گا، نہ کچھ خوفِ سزا ہو گا
قیامت میں گنہگاروں کو تیرا آسرا ہو گا
اُدھر دریائے رحمت کی نظر آ جائیں گی موجیں
اِدھر خورشید محشر سے ہمارا سامنا ہو گا
ہمیشہ تیرے در پر ہم نے یا رب کی جبیں سائی
نہ سجدہ خواب میں بھی غیر کے در پر کیا ہو گا
میرا ایمان ہے اے شادؔ یہ فرمودۂ حق ہے
بھلائی جو کرے گا خلق کی اس کا بھلا ہو گا(۸)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN(O): 2709-9644
Volume 3, Issue 4, (Oct to Dec 2022)
ماخذ تحقیقی مجلہ

ان اشعار میں خدائے بزرگ و برتر کی ذاتِ برکات سے تعلق، حِسیاتی سطح پر دکھائی دیتا تو ساتھ ہی ساتھ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی آمیزش انہیں مزید خوبصورت بناتی ہے۔ اسی طرح سے ایک رُباعی میں یوں گویا ہوتے ہیں:

ہر شے میں وہ ہے جلوہ دکھانے والا
ہر پردے میں ہے سامنے آنے والا
اک عمر میں سمجھا تو یہ سمجھا کہ وہ ہے
آنکھوں سے نہاں دل میں سمانے والا(۹)

ان اشعار میں وہ صوفی باصفا کی طرح فلسفۂ وحدت الشہود کی دلالت کرتے نظر آتے ہیں۔ حمد کی طرح ان کی نعت بھی محبت و عقیدت کا سرچشمہ دکھائی دیتی ہے۔ بظاہر ہندو مت کے پیروکار سرکارِ دوعالم ﷺ سے کس عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

جلوہ دکھا دے مجھ کو خدایا حضورؐ کا
لکھنا ہے آج مجھ کر سراپا حضورؐ کا
چمکے گا چاند بن کر یہ تُربت میں حشر تک
دل میں ہے میرے داغِ تمنا حضورؐ کا
دل شاد و فیضاب زیارت سے ہو کبھی
ہے جان و دل سے شاد بھی شیدا حضورؐ کا(۱۰)

لالہ مُرلی دھر شاد نے حمد و نعت کے علاوہ منقبت میں بھی طبع آزمائی کی اور شہیدِ کربلا، نواسہ رسولؐ، جگر گوشۂ بتول امام حسین عالی مقامؑ سے نسبت کا بے پایاں اظہار کیا۔ اس منقبت سے گماں ہوتا ہے کہ جیسے وہ حسینی برہمن ہوں مگر ان کے دستیاب حالات و عقائد سے اس کے واضح ثبوت میسر نہیں آتے۔

ان کے کلام میں حمد، نعت، منقبت، غزل، رباعی اور نظم سب شامل ہے۔ ان کی نظم 'عید' ان کی شخصیت میں موجود مذہبی رواداری کی عکاس ہے۔ جبکہ ان کی طویل نظم 'دِلی' موضوع کے اعتبار سے کسی شہر آشوب کا منظر پیش کرتی ہیں۔ مسدس کی ہیئت میں یہ نظم ٹیپ کے شعر کے ساتھ موجود ہے۔ پندرہ بند کی یہ نظم دِلی شہر کے

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN(O): 2709-9644
Volume 3, Issue 4, (Oct to Dec 2022)

سیاسی، سماجی اور معاشرتی منظرنامے کی زندہ مثال ہے۔ شادؔ نے اس نظم میں انسانی زندگی میں شکست و ریخت اور انسانی قدروں کی پامالی کو خوبصورتی سے پیش کیا ہے۔ آزادیٔ ہند کے تناظر میں ان کی دیگر نظمیں نام نہاد سیاسی قائدین پر طنز کا منظر پیش کرتی ہیں۔ گو کہ شادؔ کی نظمیں تعداد میں محدود مگر موضوعاتی وسعت میں ایک عہد کی عکاس اور ترجمان ہیں۔ وہ کسی خاص جماعت یا سیاسی نظریہ کے وکیل بننے کی بجائے انسانی پستی اور ہوس پرستی کا نوحہ لکھتے دکھائی دیتے ہیں۔

شادؔ کی غزل گوئی ان کا نمایاں حوالہ ہے۔ اس کی بڑی وجہ لائلپور کاٹن مل کے مشاعروں میں پڑھا جانے والا کلام عمومی طور پر غزل کی صورت میں ہوتا۔ اس سے بعض ناقدین کو گماں ہوا کہ وہ صرف غزل گو ہیں جبکہ حقیقت میں وہ صاحب طرز اور قادرالکلام شاعر ہیں۔ شادؔ کی غزل گوئی فنی محاسن سے بھرپور ہے۔ تشبیہ اور تلمیح کا استعمال ایک ہی غزل کے دو اشعار میں ملاحظہ ہو:

مثال میری بھی اے چاند تیرے جیسی ہے
مرا کمال ہے میرے زوال کا باعث
جلانا طُور کا منظور شاد تھا اُن کو
یہی تھا اُن کے ظہورِ جمال کا باعث[۱۱]

شادؔ کی غزل میں روزمرہ، محاورہ اور ضرب الامثال بھرپور معنویت کے ساتھ دکھائی دیتے ہیں۔ اپنے عہد میں رائج زبان اور اس کے عمومی محاورے کی عکاسی ان کے اشعار میں نمایاں ہے:

کھلائے گا گُل رنگ لائے گا اے شادؔ
تجھے دیکھ کر مسکرانا کسی کا

بوالہوس کا منہ ہو کالا کان میں کیا کیا کہہ دیا
آپ کے چہرے پہ رنگِ ارغوانی پھر گیا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 4, (Oct to Dec 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

نظر لگ گئی میرے دشمن کی مجھ
قیامت ہوا روٹھ جانا کسی کا

محاورہ آرائی اور ضرب الامثال کے بھرپور استعمال سے معنویت کو نئے زاویے پہنانے کا ملکہ انہیں بخوبی حاصل تھا۔ ان کے غزلوں میں وارداتِ عشق اور وارداتِ قلبی کے عمدہ نمونے ملتے ہیں۔ جہاں محبت کی شدت بھی پائی جاتی ہے اور محبوب کی کج ادائی کا شکوہ بھی۔ موضوع کی گہرائی بھی ہے اور تاثیر کی شدت بھی۔ ان کے موضوعات اور پُر لطف اور بیانیے کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

نیرنگِ محبت کرشمے کوئی دیکھے
وعدے پہ گماں اور تھا ملنے پہ یقیں اور
اے حُسنِ جہاں سوز نہ آ جائے قیامت
ہوں عالمِ امکاں کی فضائیں نہ حسیں اور

غیر پہ تابہ کے رہے گا کرم
ہم ہر کب تک رہے گی چشمِ عتاب

چال پہ کس نے سکھائی تمھیں مجھ سے کہو
اَن سُنی کہہ کے مری بات اُڑائی تم نے
میں وہ عاشق ہوں کہ مر کر بھی نہیں مر سکتا
تم یہ سمجھے کہ مٹا دی مری ہستی تم نے

میں نے کہا کہ آؤ تو بولے کہ آئیں گے
جب یہ کہا کب آؤ گے بولے کہ خواب میں

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 4, (Oct to Dec 2022)
ماخذ تحقیقی مجلہ

تنِ مُردہ میں جان آئی ہے
کون سُوئے مزار آیا ہے

مُرلی دھر شاد کی غزل ہو یا نظم، حمد ہو یا نعت موضوع و محاسن کے اعتبار سے بھرپور اظہاریہ کی تمام تر خوبیاں رکتی ہے۔ ان کی شاعری عصری تقاضوں اور عصری حِسیت کی مظہر ہے۔

لالہ مُرلی دھر شاد و اُردو ادب کا ایک ایسا نام ہیں جو شخصی خصائص کے ساتھ ساتھ ادبی خوبیوں میں بھی ممتاز ہیں۔ اُردو ادب کا یہ خادم تاریخ کا نا قابلِ فراموش باب ہے۔

حوالہ جات

۱۔ اشرف اشعری، شخصیت آباد، فیصل آباد، مظہر پبلی کیشنز، ۲۰۱۹ء، ص ۲۳۹
۲۔ احسان دانش، جہانِ دانش، لاہور، خزینۂ علم و ادب، ۱۹۹۷ء، ص ۵۷۳
۳۔ سرور خان سرور سے راقم کا مکالمہ بحوالہ لالہ مُرلی دھر شاد و لائلپور کاٹن مِل بتاریخ، ۱۵ ستمبر ۲۰۱۷ء
۴۔ ریاض احمد پرواز سے راقم کی گفتگو، جنوری ۲۰۱۸ء
۵۔ ایس۔ ایم۔ معین الدین شاد میری نظر میں، مشمولہ (ماہنامہ)، پرچم، کراچی فروری ۱۹۵۱ء، ص ۳۶
۶۔ احمد رضا بھٹی، مرلی دھر شاد (شخصیت و فن)، فیصل آباد، مظہر پبلی کیشنز، ۲۰۱۹ء، ص ۲۱
۷۔ اشرف اشعری، شخصیت آباد، ص ۲۳۹
۸۔ لالہ مرلی دھر شاد، گل و انجم، لائلپور، خواجہ محمد شفیع پرنٹرز، ۱۹۴۹ء، ص ۳
۹۔ ایضاً، ص ۸۱
۱۰۔ ایضاً، ص ۵
۱۱۔ احمد رضا بھٹی، مرلی دھر شاد، شخصیت و فن، ص ۱۷۴